ڈاکٹر واحد احمد شیخ
شعبہ فارسی، دانشگاہِ کشمیر

رسالۂ سلطانیہ میں تصوف وعرفان: ایک مطالعہ

خردمند باشد طالب گار علم — کہ گرم است پیوستہ بازار علم
برو دامن علم گیر استوار — کہ علمت رساند بہ دار القرار

(سعدی شیرازیؔ)

'رسالۂ سلطانیہ' کے مصنف حضرت شیخ احمد چاگلیؒ، موضع چاگل کے رہنے والے تھے۔ جو حضرت سلطان العارفینؒ کے مرید خاص گذرے ہیں۔ موصوف اپنے زمانے کے مشہور و معروف علماء و فضلاء، صوفی بزرگوں اور نثر نگاروں میں ایک نامور شخصیت سے جانے جاتے تھے [۱]۔ اور اپنے تمام سرمست حضرات کے شاہنشاہ اور سبھی اعلیٰ پایۂ کے بزرگوں کے سرگروہ حضرت شیخ احمد چاگلیؒ گذرے ہیں۔ عبادت، ذکر الٰہی اور ریاضت میں اس قدر محو رہتے تھے کہ حضرت خضرؑ کے دیدار سے منور ہوئے اور شیخ اکبر ثانیؒ کے اوصاف سے بھی نوازے گئے۔ حضرت خضرؑ نے شیخ صاحبؒ کے بارے میں یوں فرمایا'' کہ کمالات میں شیخ احمد چاگلیؒ محی الدین ابن العربی کے ہمسایہ ہیں۔ تصوف و عرفان اور کمالات میں دونوں بیکران سمندر ہیں ایک نے آتش عشق کی آہوں کو باہر پھونک دیا اور دوسرے نے اپنے سینے کی آہ تک بھی نہ نکالی''۔ شیخ احمد چاگلیؒ اور شیخ اکبرؒ (محی الدین ابن العربیؒ) دریائے رحمت ہیں۔ ذات الٰہی کے یہ دونوں عارف حضرات صفات کردگار میں محو ہو چکے تھے۔ [۲]

عارف کامل اور صوفی بزرگ شیخ صاحبؒ علم و ادب کے ساتھ ساتھ کمالات اور کرامات میں بھی لاثانی ہیں۔ جو انہوں نے اپنے پیر حضرت سلطان العارفینؒ کے فیض سے حاصل کئے اور'' غوث الافاق اور قطب الاقطاب'' کے اعلیٰ مرتبہ سے
نوازے گئے۔ اس واقع کو پیر غلام حسن کھیوہامی نے اپنی شاہکار تصنیف'' تذکرۃ الاولیاء کشمیر (اسرار الاخیار) میں بہت ہی احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ آنجنابؒ نے اپنا واقعہ یوں

Scanned by CamScanner

بیان فرمایا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں ایک پُل دیکھا اور حضرت شیخ حمزہؒ پُل کی تعریف کر رہے تھے۔فرمایا کہ یہ پُل حضرت مخدوم العالمؒ کا پُل ہے۔جب میں پُل کے پار گیا تو حضرت مخدومؒ کو ایک محل میں جلوہ افروز دیکھا تھا۔انہوں نے آواز دی کہ ''ملاّ احمد اوپر آؤ'' میں اوپر گیا تو مجھے اپنے پاس بٹھایا'' خواب دیکھ کر ارادہ کیا اور اُن کے پاس چلا آیا۔یہی رویائے صادقہ تھا۔دوسرے دن جب حضرت مخدوم العالمؒ کے پاس گیا تو فرمایا تو نے اس طرح خواب دیکھا ہے پھر فرمایا کہ اے ملاّ احمدؒ! تو اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے قبول ہوئے آؤ اور بیعت کرو'' اسطرح انہوں نے مجھے اپنایا تھا اور شیخ صاحب نے پیر کی بیعت قبول کیا اور اُن کے مریدوں کے صف میں شامل ہو گئے۔[۳]

مؤرخیں لکھتے ہیں کہ شیخ احمدؒ کو سلسلے میں داخل کرنے کے بعد ''معرفت'' حاصل کرنے کیلئے خلوت نشینی کی تجویز ہوئی۔حکم کی تعمیل میں ہی ہارون (Harwan) کے پہاڑ پر ایک گھپا (غار) میں چھ برس گذارے، یہاں تک کہ کسی آدمی کو نہ دیکھا اور درندے یا وحشی جانوروں کو دوست نہیں بنایا۔ چھ برس گذر جانے کے بعد سلطان العارفینؒ نے شیخ صاحب کو گھپا سے نکال کر اپنے ساتھ

موضع چاگل میں لایا جو آج چوگلی میدان کے نام سے مشہور ہے جو کہ تحصیل ہندوارہ میں واقع ہے۔پیر طریقت نے حکم دیا کہ جو چاہو گے اور جتنا چاہو گے کھاؤ،اور روزانہ کی خوراک چاول اور سبزی مقرر ہوئی یہاں تک کہ چھ برس تک جنگلی گائے خود بخود رسوئی خانہ میں آتی تھی اور باورچی والا (ذبح) کر کے اُس کو پکا تا تھا اسکے بعد شیخ صاحبؒ سارا گوشت ایک ہی دم میں کھا جاتے تھے۔تقویٰ اور پرہیز گاری کا عالم یہ تھا کہ پیٹ بھر کھانے کے بعد بھی نہ تو وضو کی اور نہ ہی بیت الخلاء کی حاجت پڑی۔اس واقع کے بعد پیر طریقت سلطان العارفینؒ نے شیخ صاحبؒ کو وہاں سے لا کر کمال کے درجہ پر پہنچا کر علاقہ مچھی پورہ کے گاؤں میں ہی ارشاد کے مسند پر لوگوں کی رہبری اور فیض رسانی کیلئے بٹھایا اور وفات پر اُن کی نعش کو وہی سُپردخاک کیا گیا۔[۴]

قطب الاقطاب، غوث الثقلین، بحرعرفان اور مرید خاص کیلئے اعلیٰ درجہ کی انتہا یہ ہے کہ سلطان العارفینؒ نے آپ کو حلقہ پیرومرشد میں اپنے ساتھ بٹھا کر اس قدر عزّت و افزائی سے آراستہ کیا ہے یہاں تک کہ روحانی کمالات کے اعلیٰ درجہ حاصل کئے چنانچہ اس واقع کو آپ کے ایک معاصر مصنف نے یوں تحریر میں لایا ہے۔

Scanned by CamScanner

''مولوی شیخ چاگلیؒ ومیر حیدر تیلہ مولی ہر دو ایشان در خدمت آنحضرت مخدوم مدظلہ بیشتر ازھمہ رسیدہ وخدمت آنحضرت بہ خوبی بانجام رسانیدہ واز باطن آنحضرت فیوض بی شمار یافتہ وکرامات ایشان نیز چنانست کہ درھیچ شرحی مشروحی نکردودرھیچ بیاضی سوداآن روشن بوجہ اتم نشودودربعضی حالات نسبت بولایت آنحضرت اجزای لاتحریر بودند'' ۵

شیخ احمد چاگلیؒ کا شمار چک دور کے عظیم صوفی بزرگوں، عالموں اور فاضلوں میں شمار ہوتا ہے ان کا تعلق سلسلۂ سہروردیہ سے تھا اور اسی مناسبت سے شیخ احمد چاگلیؒ بھی اپنے پیر بزرگوار کے شجرہ معنوی کے بنا پر خود کو سلسلۂ سہروردیہ میں شمار کرتے ہیں۔ اس دور میں فارسی ادبیات کی بیش بہا خدمات انجام پذیر ہوئی اسلئے راقم یہاں پر اختصاراً چک دور کی ادبی خدمات پر روشنی ڈالنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ باقی ادوار کے مقابلے میں چک دور میں فارسی علم وادب اور شاعری کو ایک نئی جہت آ گئی۔ چک سلاطین کے عہد میں ہی حضرت مخدوم شیخ حمزہؒ کی بابرکت ذات کا فیضان جاری ہوا، ان کا تعلق خاندان رینہ سے تھا آپؒ کے بھائی بابا علی

رینہؒ اور آپکے مرید خاص بابا داود خاکیؒ آپ کے فیض صحبت کے پروردہ ہیں۔ ''تذکرۃ العارفین'' کے نام سے بابا علی رینہؒ نے زاہدوں اور عارفوں سے متعلق ایک جامع کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ بابا داود خاکیؒ بھی چک دور کے ایک بڑے عالم اور صوفی شاعر گذرے ہیں۔ اپنی تمام خوبیوں کو مذہب، تصوف وعرفان کیلئے صرف کردی ہے ان کے قصائد معرکتہ الآرا ہیں قصائد کے علاوہ ''وردالمریدین'' اور ''رسالہ ضروریہ'' ان کی دو مقبول تصانیف ہیں۔ ان دونوں کی شرح انہوں نے ''دستورالسالکین'' اور ''مجموعۃ الفوائد'' کے نام سے لکھی ہے۔ ان کی غزل کے دو شعر ملاحظہ فرمائے۔

گہ بمسجد روم وگاہ بہ میخانہ شوم — من بیچارہ ترا می طلبم از ہر سو
نتوانم کہ بشمارم کرم ونعمت تو — گرز بانم شود اندر تن من ہر سو ۶

چک دور کے فارسی ادبیات میں ''مختصر تاریخ کشمیر'' از سید علی ما گرے، 'بہارستان شاہی' از سید محمد مہدی، معتبر تواریخ لکھی گئی ہیں اسکے علاوہ تصوف وعرفان کے موضوع پر بھی طبع آزمائی ہوئی ہے اور اس موضوع پر متعدد تصانیف وجود میں آئی ہیں جن میں مشہور ومعروف ''ہدایت المخلصین'' از میر حیدر

Scanned by CamScanner

تیلہ مولیٰؒ (اس میں شیخ حمزہ مخدومیؒ کے حالات وواقعات درج ہیں۔''راحتہ الطالبین''از خواجہ حسن،''تذکرۃ المرشد''ازخواجہ میرم بزاز اوران کی''سی غزل'' بھی ہے۔''چلچلتۃ العارفین''ازخواجہ اسحاق قاریؒ اور''رسالۂ سلطانیہ''ازحضرت شیخ احمد چاگلیؒ '' بھی قابل ذکر ہیں۔[7]

موضوع کی طوالت کی بنا پراس اعظیم صوفی بزرگ کے احوال مختصر کرتا ہوں اوران کی اہم تصنیف''رسالۂ سلطانیہ''پرمزیدروشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا''رسالۂ سلطانیہ''مصنف نے غازی شاہ چک کے عہدحکومت (۹۶۲ھ۔ ۹۷۱ھ)میں تالیف کی ہے۔[8] مذکورہ رسالہ میں مصنف نے اپنے پیرطریقت حضرت شیخ حمزہ مخدومیؒ کی تعریف وتوصیف اور دیگر حالات وواقعات اور روحانی کمالات ،کشف وکرامات بیان کئے ہیں۔اوراکثر وبیشتر واقعات جوشامل رسالہ ہیں مصنف نے خوداپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔دوابواب پر مشتمل اس ضخیم رسالہ کا نام''سلطانیہ''اس وجہ سے مقرر ہوا کیونکہ اس میں مصنف نے اپنے پیرطریقت کے''رتبہ سلطانی' تک پہنچانے کا حال زیرتحریر میں لایا ہے اگرچہ یہ رسالہ اوراق کے لحاظ سے مختصر ہی ہے لیکن معنی کے لحاظ سے اورتصوف وعرفان،تہذیب وتمدن اوردینی مسائل کے اعتبار سے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔اورتمام عالم انسانیت کیلئے مشعل راہ کے مانند ہے۔یہ رسالہ خط نستعلیق،عبارت عام فہم،سلیس اوررواں میں تحریر کیا گیا ہے۔چونکہ اس کا مطالعہ کرنے سے اس بات کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ اس کا اصل موضوع تصوف وعرفان کے علاوہ آداب

زندگی،اخلاق،زہد وتقویٰ،راہ سلوک، استقامت،صبر واستقلال اور ریاضت وعبادت وغیرہ جیسے موضوعات بھی واضح ہوجاتے ہیں۔اورمصنف نے مذکورہ رسالہ کا آغاز بہت ہی خوبصورت انداز میں یوں کیا ہے۔

> ''این رسالہ سلطانیہ مرتب بردوفصل است،فصل اوّل در بیان اشغال اذکاربطریق خود۔فصل دوّم در بیان ولایت ورتبت وعظمت وسلطانیت ومحبوبیت وغوثیت وقطبیت ومقصودیت شیخ خود بجناب حقانی۔۔۔''[9]

مذکورہ رسالہ کا پہلا ہی باب تصوف وعرفان سے بھرا ہوا ہے کیونکہ مصنف نے''اشغال اذکار'' کے طریقے کو بیان کرکے اسرارورموز کے اہم نِکات سے واقف کرایا۔مصنف نے اس بات کی تلقین کی ہے کہ اللہ

Scanned by CamScanner

تعالٰی کی عبادت،ذکرواذکار کرکے اللہ تعالٰی کا قُرب حاصل کرواور اپنے پیر طریقت کا دامن بڑے استوار کے ساتھ تھام لو اور ان کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرو۔اس طرح اللہ تعالٰی راہِ سلوک پر چلنے والوں کیلئے رازھای پنہاں کے دروازے کھول دیتا ہے۔مصنف اس واقع کو یوں بیان کرتے ہیں۔

''چون بدین مرتبہ برسد انوار تجیات ایزدتعالٰی بروکشوف گردد وصفائی قلب واخلاق خمیدہ اش پیدا شود و مالہ ہر چیز کہ دردل مخلوق باشد سربسر نزد دل او معاینہ بود۔'' ۱۹

'رسالہ سلطانیہ' کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سے انسان کو یہ درس ملتا ہے کہ کس طرح اپنے پروردگار کا قُرب حاصل ہوگا۔چونکہ اللہ پاک قرآن کریم میں خود فرماتا ہے ''فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولا تکفرون'' (القرآن،سورہ البقراہ،آیت:۱۵۲)

ترجمہ: '' توان نعمتوں پر مجھکو یاد کرو میں تم کو عنایت سے یاد رکھونگا اور میری نعمت کی شکر گزاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو'

دوسری جگہ فرماتا ہے'' فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین''

(القرآن،سورہ:المائدہ،آیت:۵۴)

اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کردے گا جو اللہ کو محبوب ہونگے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا جو مومنو پر نرم اور کفار پر سخت ہونگے۔

رسالہ کی اہمیت وافادیت مزید بڑھ جاتی ہے کہ جب تصوف میں ریاضت کے باعث اور داخلی زندگی کو آباد کرنے کیلئے رُوح انسانی کو ایسی مسرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ روح ذات خداوندی کے ساتھ مل جاتی ہے اور جزو کل سے ملنا انتہای خوش

آیند چیز ہے۔چنانکہ مولانا رومؔی فرماتے ہیں۔

ھرکس کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش

مذکورہ رسالہ کے مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ تصوف مادی دنیا سے بے نیاز ہونے اور اپنے نفس کو دنیا کی حرص وہوا سے یکسر پاک کرنے کا نام ہی تو ہے۔اس اعتبار سے تصوف کا وسیع مفہوم اسلامی زہد وپرہیز کے تصور سے کئی لحاظ سے ملتا بھی ہے اور مختلف بھی ہے اور مجموعی طور پر

Scanned by CamScanner

تصوف وعرفان کی بڑی غرض وغایت ذاتی ریاضت اور تزکیہ نفس کا مقصد قرآنی منشور "**قد افلح من تذکا**" (یعنی بامراد ہوا جو شخص قرآن سُن کر خباثِ عقائد واخلاق سے پاک ہوگا) کے عین مطابق ہے تصوف وعرفان کا اصلی مقصد خدا کو عالم وجود کے بانی کی حیثیت سے ہستی واقعی قرار دے کر" همه از اوست وهمه اوست" یعنی اللہ ہر چیز کا خالق اور سالک ہے" **ان اللہ علیٰ کل شیٌ قدیر**"(القرآن) اور وہی تمام چیزوں پر قادر ہے اور ایک ترک لذات وشہوات کے بعد حقیقت کی راہ پر گامزن ہونے کے نتیجے میں حقیقت کا سُراغ پا کر عرفان حق حاصل کر سکتا ہے۔ تصوف وعرفان کے ضمن میں زاہد، صابر اور سالک، فتنہ وفساد، حسد، بغز، کینہ، حرص وہوس اور ہر قسم کے تعصب اور خواہشات نفسانی کے زنگ سے دل کے آئینہ کو صاف کرتے تاکہ مظہر خدای عشق متجلّی ہوسکتے صافی قلب کی تحصیل کے نتیجے ہیں ایک سالک یا صوفی میں کشف وکرامات، مشاہدہ اور الہام وغیرہ کی کیفیتیں طاری ہوجاتی ہے۔

اس رسالہ کے دوسرے باب میں مصنف نے حضرت شیخ حمزہ مخدومیؒ کی تعریف وتوصیف ،حالات وواقعات، کشف وکرامات کا تفصیلی جائزہ بیان کیا ہے چونکہ سلطان العارفینؒ قطب الاقطاب، غوثان عالم، ولی اللہ، اوتادان عالم، قطبان عالم آپ کے مطیع اور محکوم ہوتے تھے کیونکہ مصنف نے خود یک مجلس میں دیکھا کہ تمام غوثان، قطبان اور اولیاء کرام کو حضرت پیر کی خدمت میں حاضر تھے۔

اگرچہ "رسالہ سلطانیہ" ایک مختصر ہی رسالہ ہے لیکن معنی کے لحاظ سے ایک سمندر ہے اس کی اہمیت وافادیت اس لحاظ سے بھی اعظیم ہیں کیونکہ مصنف نے اس میں حضرت سلطان العارفینؒ کے حالات وواقعات، کشف وکرامات کے علاوہ مرشد کے انبیاء سے ملاقاتوں کا بھی ذکر کیا ہے یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت خضرؑ کے ملاقاتوں کا بھی حال درج ہے۔ اور مصنف کو بھی دیدارِ مصطفیٰ ﷺ اور دیدارِ حضرت خضرؑ حاصل ہوا۔ حضرت محمد ﷺ کی شیخ حمزہ مخدومیؒ اور شیخ احمد چاگلیؒ کے ساتھ ملاقات کا ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔

" روزی سلطان العارفین الاولیاء العالم غوث الاصفیا الاعظم حضرت مخدوم شیخ حمزہؒ فقیر را بامر خود در خدمت گرفتہ بطرف جبال کوہ ماران چون آنجا بسر کوہ رسیدم عزیزی با تسبیع پیدا شد وحضرت در خدمت ایشان فرا رفتہ بعد از مدتی بخدمت ایشان عرض نمودند کہ یا سرور عالم ﷺ این مخلص را از انبار شالی بابدین

Scanned by CamScanner

غایتم ہمراھست امروز طالع خوش ہواہمنزل رہبری کرد بشرف ملازمت مشرف گردید فرا خود احوالش چیزی عنایت فرمایند آنسرو ﷺ فقیر را نزدیکتر از بر و بحر بشنا ختم بعدہ آنسرور ﷺ بحضرت مخدومؒ وعزیزی دیگر ہمراہ گرفتہ از روی شفقت مہربانی باز فرمودند کہ یا مخدوم از حق سبحانہ تعالیٰ ترا عنایت ومرحمت بی شمار است کہ ولایت وعظمت ترا آنچنان بخشیدہ کہ بدست این عزیز کہ ہاتفی باشد ندامیفرستد وپیغام میکند کہ تربیت باطنی شما تا قیام قیامت۔۔۔۔۔۔

''تا قیام قیامت باطن تربیت میکنی تاہر کہ شایستہ لایق دانی اورا مرتبہ غوثیت وقطبیت کہ در دست ترا حکم آنست بہ بخشی ونیک ملاحظہ کردہ بہر رتبہ کہ دانی رسانی کہ مرتبہ سلطانیہ ترا در دنیا روز بروز ترقیست وداعصر بلند است واین چند کلمہ بہ حضرت مخدومؒ پیغامبر آنسرور ﷺ فرمودہ رخصت نمودہ اندر این معنی بندہ حاضر بود'' ۱۱

مصنف اپنے پیرِ نامدار سلطان العارفینؒ کے روحانی کمالات وکرامات کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد اس رسالہ کا اختتام درجہ ذیل عبارت سے کیا ہے۔

'' الغرض ای برادر جان وای مخلص پُی کمال خوارق عادات حضرت غوث الاعظم وکرامات سلطان الاولیاء بسیار است واز حد وعد بیرون فقیر را لمحہ نیست کہ فرصت یافتہ بدین شغل درآید ھر چند کہ در شغل خوارق عادات حضرت پیر دستگیر خود درآیم چون نھایت وغایت یافتہ نمی شود پس بھتر کہ بہ ھمین قدر مثالی اکتفا نمایم'' ۱۲

منابع وماخذات:

۱۔تذکرۃ الاولیاء کاملین (حالات اولیاء کشمیر) از ابو السجاد،ص۔۳۹۹،صحیفۂ سلطانی از وہاب پرے (مترجم پروفیسر شمس الدین احمد)،ص۔۱۴،۲۵، کشمیر میں چک دور کی فارسی نثر از پروفیسر سیّدہ رقیہ،ص۔۴۱

۲۔صحیفۂ سلطانی از وہاب پرے (مترجم پروفیسر شمس الدین احمد)،ص۔۵۸،۶۹

۴۔ہدایت المخلصین از بابا حیدر تیلہ مولی،قلمی نسخہ کتابخانہ مرکزی تحقیق واشاعت جموں وکشمیر شمارہ۔۵۹۳ (الف)،برگ۔۱۰۶تذکرۃ الاولیاء کشمیر (اسرار الاخیار) از پیر غلام حسن کھیوہامی (مترجم پیرزادہ عبدالخالق طاہری)،ص۔۵۰۵،۵۰۶، ،تذکرۃ الاولیاء کاملین (حالات اولیاء کشمیر) از ابو السجاد

Scanned by CamScanner

،ص۔۴۰۰۔

۵۔چلچلۃ العارفین از خواجہ اسحاق قاریؒ، قلمی نسخہ کتابخانہ مرکزی تحقیق و اشاعت جموں و کشمیر شمارہ۔۱۸۲۳
(الف و ب)، برگ۔۱۰۳ ، تذکرۃ الاولیاء کاملین (حالات اولیاء کشمیر) از ابوالسجاد، ص۔۴۰۰۔

۶۔کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ از م۔م۔مسعودی، ص۔۲۳

۷۔ہمان مآخذ، ص۔۲۵

۸۔تذکرۃ الاولیاء کشمیر (اسرار الاخیار) از پیر غلام حسن کھیوہامی (مترجم پیرزادہ عبدالخالق
طاہری)، ص۔۵۰۶

۹۔رسالۂ سلطانیہ از حضرت شیخ احمد چاگلیؒ، قلمی نسخہ کتابخانہ مرکزی تحقیق و اشاعت جموں و کشمیر
شمارہ۔۵۰۲ (الف)، برگ۔۱

۱۰۔ہمان مآخذ، برگ۔۴

۱۱۔ہمان مآخذ، برگ۔۱۲

۱۲۔ہمان مآخذ، برگ۔۲۴

Scanned by CamScanner